

# ادبیتا لے مسلمان آ

از جناب الم صاحب منظر نگری

لے مسلمان یوں گریباں چاک و روقفِ طال  
تیری آوازِ حزین اک نوحہ غمناک ہے  
جارہا ہے کس طرف آزرده و افسردہ حال  
خارزارِ دشتِ غم تیرا دل صد چاک ہے  
سچ بتا تو کس کی شمشیرِ ستم سے ہے زبوں  
پاؤں تک سرے نظر آتا ہے آغشته بخوں  
کچھ سنا افسانہ غم کس لئے خاموش ہے  
کیوں ہجومِ حسرت و حواںِ سیم آغوش ہے

میں سمجھتا ہوں سبب اس پائمالی کا تری

آبتاؤں تجھ کو درماں خستہ حالی کا تری

آبتھے میں تیرے گلزارِ کہن میں لے چلوں  
جس کی تابانی پہ صدقے ہے شعاعِ آفتاب  
بھول بیٹھا ہے جسے اس انجمن میں لے چلوں  
جس کی زلفِ شام میں رقصاں ہوتا روں کا شباب  
جس کی رنگینی سے شرمندہ ہے فردوسِ بریں  
جس کا رضواں ہے ازل سے طائرِ سدرہ نشیں  
جس کے خنچے ہیں سراسر عقدِ پرویں کا جواب  
جس کے پھولوں سے ٹپکتی ہے حقیقت کی شراب  
طوف کرتا ہے فلک جس کی تجلی گاہ کا  
جس کے ذروں پر گماں ہوتا ہے مہر و ماہ کا

مست ہے ساری فضا تبیح سے ہللیلت

موج کوثر کی تراوش ہے لبِ جبریل سے

سامنے ہے دیکھ ایوانِ نبوت جلوہ گر  
جس کے اوجِ معرفت سے پست چرخِ خضری  
جس کے جلووں سے ہے خیرہ مہر تاباں کی نظر  
وقفِ سجدہ ہے جہاں شان و شکوہِ قیصری  
بادب ہو سر جھکا بزمِ رسول اللہ ہے  
بزمیں کا عرش ہے وحدت کی ظلوت گاہ ہے

پوچھ لے جو پوچھنا ہے اب نہ تو مغموم ہو تاکہ تجھ کو اپنی پستی کا سبب معلوم ہو  
سن توجہ سے ذرا اور کھول گوشِ التفات  
تجھت کچھ فرما رہے ہیں بادشاہِ کائنات

لے کہ تو بحرِ حقیقت کا دُرِ نایاب تھا تیرا سینہ مخزنِ آیات فتحِ الباب تھا  
دل میں تیرے جوشِ بجزا تھا موجزن ہر عملِ مشکور تیرا ہر ارادہ کامیاب  
اپنے مرکز سے مگر اب تجھ کو نفرت ہو گئی اف بجائے گلستاں کانٹوں کا الفت ہو گئی  
اب نشاطِ درد کی لذت سے بیگانہ ہو تو شمعِ افسردہ کی خاموشی کا پروانہ ہے تو  
آشنائے گرمیِ الفت مزاجِ دل نہیں ایک بھی نالہ ترا برہم کن محفل نہیں  
ہو گیا اسرارِ الفت سے تو اتنا بے خبر زینتِ مژگاں نہیں اک قطرہ خونِ جگر  
کاروانِ شوقِ دل بیگانہ منزل ہے کیوں غافلِ سوزِ جگر پروانہ محفل ہے کیوں

قطرہِ ناچیز کا محتاج دریا ہو گیا

تیرا اندازِ جنوں پابندِ صحرا ہو گیا

سخت حیرت ہے مجھے اس انقلابِ ذوق سے اتنی بیگانہ وشی آئینِ بزمِ شوق سے  
ہے ترا مسجودِ سنگِ آستاںِ اغیار کا اب تصور میں ترے رہتا ہے ہر دم بتکدا  
گم نگا ہوں سے نشانِ جادہ منزل نہ ہو قیس کی آنکھوں سے یہاں پردہ محفل نہ ہو  
ذوقِ غم ناآشنائے دل نہ ہو جائے کہیں ناخدا بیگانہ ساحل نہ ہو جائے کہیں  
کیوں نوائے سازِ بیگانہ کا ہم آواز ہے نعمت بے وقت آہنگِ شکست ساز ہے  
منکشفِ تجھ پر نہیں ہیں شاید اسرارِ حین ہیں شریکِ سازشِ صیاد سب سرودِ سخن

کون ہے گلشن میں جو دل سے تراہم راز ہے

رنگِ گل ہے فتنہ زاہدے چمنِ غماز ہے

تجھ کو قرآن نے سکھایا تھا یہ رازِ زندگی  
اتحادِ باہمی ہے وہ حصارِ استوار  
یک دلی سے نغمہ زن ہو تلبہ سازِ زندگی  
جس کی عظمت سے ہے شرمندہ وقارِ کوہِ سار  
روح کو ملتا ہے اس سے اقتدارِ بر محل  
زندگی کے راز سربستہ ہیں سب اس پر عیاں  
وہ ہم آغوشِ بقا رہتا ہے بعدِ ہر فنا  
عرش سے اونچا ہے کچھ اس کا مقامِ زندگی  
ان حقائق سے تجھے بالکل نہیں ہے آگہی

تیرے ہر منزل میں ہیں رہبرِ علومِ مغربی

ہوش میں آدفعۃً ہو نعرہ زنِ خنجر بدست  
دور کر انسانیت سے جذبہٴ ناپاک کو  
پھر زلنے کو دکھا دینِ الہی کا کمال  
مست کر دے اس جہاں کو نغمۂ توحید سے  
دل کی آنکھیں ہوں منور شمعِ بزمِ طور سے  
تیرے آئینِ یاست میں خلل پیدا نہ ہو  
نربِ الافس میں نہاں ہے اسلامی نمود  
س سے بڑھ کر اہلِ دین کی اور بربادی نہیں  
پے بہ پے دے قوتِ باطل کے لٹکر کو شکست  
برقِ عالم سوز بکر پھونک دے خاشاک کو  
فقر کی معراجِ سلطانی کا آئینِ جلال  
سوزِ محفلِ چھین کر لا بر بطنِ ناہید سے  
ظلمتیں چھٹ جائیں آثارِ سحر کے نور سے  
مغربی جمہوریت کا والہ و شیدا نہ ہو  
سایہٴ مذہب میں پلتا ہے ترا قومی وجود  
ترکِ مذہب سے جو حاصل ہو وہ آزادی نہیں

تاناہ گوید کس ترا اندر جہاں انت الغلام  
قوتِ تکمیلِ مذہبِ رافضیوں کن صبحِ و شام